مُحبت ربط ہے

دعشا کوثر سردار

عشنا کوثر سردار

میں بالکل نہیں جانتی تھی کہ مجھے نائل شاہ سے محبت کیوں نہیں ہوئی تھی۔ وہ جب اپنے تمام کام چھوڑ کر میرے پاس بیٹھتا تھا اور پوری توجہ سے مجھے دیکھتا تھا تو میرے اندر اتنی ہمت بھی نہیں باقی بچتی تھی کہ اس کی سمت دیکھ سکوں یا اس کی نظروں سے نظریں ملا سکوں۔

"مجھے اپنی آنکھیں دیکھنے دو عمارہ سید۔ مجھے ان آنکھوں میں لکھی آیتیں پڑھنے دو۔ تمہاری چپ وہ باتیں نہیں کہتی جو تمہاری یہ خاموش آنکھیں کہہ سکتی ہیں۔ تم مجھ سے نظریں کیوں چراتی ہو؟" وہ بولا تھا اور میں اپنی نظریں ساحل پر ٹوٹتی موجوں پر جما کر اس سے بالکل بے نیاز بن گئی تھی۔

"تم نوال احمد کے ساتھ خوش تھے نا؟ وہ تمہیں میری طرح ستاتی نہیں تھی؟" میں نے پوچھا تھا تو وہ مجھے کسی قدر حیرت سے تکنے لگا۔

"آر یو میڈ؟ کریزی۔ میں تم سے تمہارے بارے میں بات کر رہا ہوں اور تم نوال احمد کے بارے میں بات کر رہی ہو؟ تمہیں وحشت کس بات سے ہوتی ہے؟ مجھے تمہاری نظروں میں وہ بات کیوں دکھائی نہیں دیتی جو دینی چاہیے؟"

"کیا دیکھنا چاہتے ہو تم میری آنکھوں میں؟" میں نے اپنا پورا اعتماد بحال کرتے ہوئے دھیما سا مسکرا کر اس کی سمت دیکھا تھا۔

"تمہاری آنکھوں میں کچھ ہے جو میں پڑھ نہیں پاتا اور کچھ ہے جو بھید بنا بیٹھا ہے۔" وہ الجھ کر بولا تھا۔

"کیا مطلب؟" میں نے مکمل توجہ سے اسے دیکھا تھا۔

"میں تمہارے اندر کیوں نہیں جھانک پاتا؟ کیوں لگتا ہے کہ تم نے بہت سے پہرے بٹھا دیے ہیں اور میں ان پہروں کو توڑنے کی سکت نہیں رکھتا۔" وہ تھکے لہجے میں بولا تھا۔

"نائل شاہ! تمہارے لیے کوئی نیا تجربہ ہے کیا؟ تمہیں لڑکیوں کو سمجھنے کا ہنر نہیں آتا؟" میں مسکرا دی تھی۔

"تم عام لڑکیوں جیسی کیوں نہیں ہو؟" وہ الجھ کر رہ گیا تھا۔

"تمہیں میں اچھی لگوں گی اگر میں رنگوں کی، تتلیوں کی اور خوابوں کی باتیں کروں؟ کم آن نائل شاہ میں ٹوئنٹی فرسٹ سنچری کی لڑکی ہوں۔ تمہیں پندرہویں صدی کی لڑکیاں پسند ہیں تو ٹائم مشین میں بیٹھ کر پیچھے سفر کیوں نہیں کر جاتے۔" میں لہروں کے ساتھ ساتھ چلتی ہوئی مسکرائی تھی۔

"میں گئے زمانوں میں پلٹنے کا جنون نہیں رکھتا۔ میں وہاں جانا چاہوں گا اگر تم وہاں ہو تو۔" اب وہ مسکرایا تھا۔ بڑی تروتازہ مسکراہٹ تھی۔ اس لمحے وہ بہت ہلکا پھلکا لگا تھا۔

"تمہیں نوال احمد یاد آتی ہے؟" مجھے نہیں معلوم تھا میں اسے پیچھے کی طرف کیوں دھکیلتی تھی جب بھی وہ میری طرف آتا تھا۔ میں جیسے بند باندھنے کے جتن کرنے لگتی تھی اور جب وہ دور ہوتا تھا تو میں پہروں اسے سوچتی بھی رہتی تھی۔ میرے اندر وہ کشمکش کیسی تھی اور کیونکر تھی۔

"عمارہ سید۔!" اس نے میرا ہاتھ تھاما تھا۔ میری ہری جان اس ایک لمحے میں سمٹ آئی تھی۔ اور وہاں رواں رواں سماعت بن گیا تھا۔

"مجھے گزرے ہوئے لمحوں میں مت دھکیلو، میں وہاں رہنا نہیں چاہتا جہاں تم نہیں ہو۔ میں ان لمحوں میں جینا چاہتا ہوں جہاں تم میرے ساتھ ہو۔" اس نے اپنا چہرہ میرے قریب کرکے سرگوشی کی تھی۔

"تم اتنے جتن کیوں کرتی ہو مجھ سے دور جانے کے اور پھر پاس آنے کے؟ جب جانتی ہو کہ یہ ممکن ہی نہیں اور محبت تمہیں ایسا کرنے بھی نہیں دے گی؟ تو پھر یہ تگ و دو بھی کیوں؟ جب دور جانا ممکن ہی نہیں؟" وہ اپنا چہرہ میرے بہت قریب لا کر میری آنکھوں میں بغور تکتا ہوا کہہ رہا تھا۔ اس کی نظروں کی تپش سے میرا چہرہ سلگنے لگا۔ میں اس کی سمت سے ایک لمحے میں چہرہ پھیر گئی تھی۔

اس نے میری سن لی طرح بغور تکتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر میرا چہرہ تھاما تھا اور اپنی طرف پھیر لیا تھا اور مدھم لہجے میں بولا تھا۔

"تمہیں میری ذات سمت سرپٹ دوڑنا کیوں پسند ہے؟ یہ فرار مطلوب کیوں ہے؟ جب کہ جانتی ہو میں تمہیں دور جانے نہیں دوں گا؟ تو پھر یہ کوششیں بھی کیوں؟ اتنا بچپنا کیوں ہے تمہارے اندر؟ یہ بچوں سی خو کیوں ہے؟ محبت تمہیں بتاتی نہیں کہ یہ کرنا ٹھیک نہیں؟" مجھے لگا میرے اندر کوئی طوفان کی سی کیفیت ہو اور سارا وجود اس طوفان کے دہانے پر ہو۔ میرا اندر جیسے قیامتوں کے زیر تھا۔ وہ شاید جان گیا تھا کہ میری کیفیت کیا ہے۔ تبھی بہت آہستگی سے میرے گرد اپنا بازو حمائل کر رہا تھا۔

"محبت کو اپنے پیچھے آنے دو عمارہ سید۔ اس کی انگلی تھام کر چل نہیں سکتیں تو اس سے آگے بھی مت بھاگو۔ محبت لوٹ گئی تو ان دنوں تک واپس نہیں آئے گی۔ محبت کو ساتھ چلنے دو۔ محبت تمہیں بہت کچھ کہنا چاہتی ہے۔ اسے غور سے سنو۔ اپنے کان بند کرنے کا عمل روک دو۔ اور نفی میں سر ہلانے کی عادت ترک کر دو؟" وہ مجھے نئے اسلوب سکھا رہا تھا۔ اس کو جیسے ہر بات پر دسترس تھی۔ میرے اندر کے موسموں پر بھی اور میری سوچوں تک بھی۔ وہ مجھے سطر سطر پڑھ رہا تھا جیسے۔

"تم میرے اندر گروگے آئینوں سے اندر کیسے جھانک لیتے ہو نائل شاہ؟ تمہاری نظریں یہ سب کیسے جان لیتی ہیں؟ تمہارے پاس میرے اندر لگے تالے کی چابی کیسے کہاں سے مل جاتی ہے؟" میں ہارے ہوئے لہجے میں بولی تھی۔

"اور مجھے وہ چابی ڈھونڈنے پر اکسانا کون ہے؟" وہ میری ناک شرارت سے دباتا ہوا مسکرایا تھا۔

"تمہیں اچھا لگتا ہے اپنے اندر تالے لگانا اور پھر ساری چابیاں سمندر میں کہیں گہرے پانی میں پھینک دینا اور پھر نظروں ہی نظروں میں کہنا کہ جاؤ اور ڈھونڈ کر لاؤ اور میری تلاش کا سفر مکمل کرو؟"... مجھے اتنے اچھے سے کیسے جان سکتا تھا؟ مجھے ہر بات کے لیے ہر بار حیرت کیسے ہوتی تھی؟

"میں نے تمہیں کبھی نہیں کہا کہ میری تلاش کا سفر مکمل کرو اور میرے پیچھے آؤ۔ تم میری تلاش میں کیوں آتے ہو۔ یہ سلسلہ روک کیوں نہیں دیتے؟" میں نے جتایا تھا۔

"میں یہ سلسلہ بریک بھی کر دوں تو تمہاری آنکھوں سے دامن کیسے چھڑاؤں گا؟ تمہاری آنکھیں ہر پل مجھ سے کہتی رہتی ہیں۔ مجھے ڈھونڈو۔ میری تلاش کرو۔ میرے ساتھ بندھ جاؤ۔" وہ مسکرا رہا تھا۔ میں نے ہاتھ ایک مکا بنا کر اس کے شانے پر دے مارا تھا۔ وہ مسکرا رہا تھا۔

"تم مذاق مت سمجھو۔ تمہاری آنکھیں سچ میں مجھ سے کہتی ہیں۔"

"اور تم میرے لیے سمندر میں کود جاؤ گے؟" میں نے باور کرانے کو کہا تھا۔

"سمندر میں ہی تو ہوں۔ باہر آنے کا راستہ ڈھونڈ رہا ہوں۔ پتا ہے تو بتاؤ میری انگلی تھام کر راستے کی نشاندہی نہیں کر سکتیں تم؟" وہ شکوہ کر رہا تھا۔

"مجھے خود راستوں کی خبر نہیں تو تمہارے لیے نشاندہی کیسے کروں؟" میں نے معترض ہو رہا تھا۔

"تم مجھے سمندروں میں بھٹکنے کو چھوڑ دینا چاہتی ہو؟ تمہیں ڈر نہیں اگر میں ڈوب جاؤں؟ اور میرا وجود باقی نہ رہے؟ کب سے اسی سفر میں ہوں میں تھک گیا تو؟" وہ اندیشے میرے سامنے رکھ رہا تھا۔ میں نے اس کی آنکھوں میں جھانکا تھا اور میرے اندر کی دنیا اس کی حامی ہونے لگی تھی۔

"صرف تم ان سمندروں سے مجھے نکال سکتی ہو عمارہ سید۔ کیوں غافل ہو۔ اس حقیقت سے یا انجان؟" اس کی آنکھیں میرے اندر جھانک رہی تھیں۔ اور میرے اندر ایک تلاطم برپا تھا۔ میری دھڑکنوں کی آواز اتنی تھی کہ خود مجھے سنائی دے رہا تھی۔

"یہ جو دھڑکنوں میں شور ہے اسے تم کیا نام دو گی عمارہ سید؟" وہ شہادت کی انگلی میرے دل پر رکھتا ہوا بولا تھا اور میں حیران ہو گئی تھی۔

اسے میرے اندر تک رسائی کیسے تھی؟

وہ کیسے مجھے اندر تک جان رہا تھا اور پڑھ رہا تھا۔؟

"جھوٹ ہے؟" میں نے سرگوشی میں کہا تھا۔ کوئی چوری پکڑی گئی تھی جیسے۔ میری آواز میرے ہی اندر کہیں دب گئی تھی۔ میں نے اپنا آپ اس کے بازوؤں سے چھڑانا چاہا تھا مگر سارا وجود جیسے بے جان پتھر سا ہو گیا تھا۔

"میں گزرنے والے کسی منظر کو پلٹ کر نہیں دیکھنا چاہتی نائل شاہ۔ میں اپنی نفی نہیں کر سکتی! مجھے ڈر لگتا ہے۔ تم کچھ نہیں جانتے! کچھ بھی نہیں! یہ دھڑکنوں کا شور جو تم سن رہے ہو یہ بے معنی بھی ہو سکتا ہے اور ان آنکھوں میں جو سمندر ہے۔ ان کی گہرائی بے کار بھی ہو سکتی ہے سو مجھے کھوجنے کی کوششیں ترک کر دو۔ یہ سب بے کار ہو گا۔"

یہ کہہ کر وہاں سے نکلنے لگی تھی۔ میرے اندر شور کیوں تھا۔ میں اس کی نفی بھی کیوں کرنا چاہتی تھی۔ میں نے قدم اندر رکھا تھا تو دو آنکھوں نے مجھے بغور دیکھا تھا۔ نوال احمد فون پر کسی سے بات کر رہی تھی لیکن اس کی ساری توجہ مجھ پر تھی۔

"نوال مجھے تم سے بات کرنی ہے۔" میں نے اس کے سامنے رک کر کہا تھا۔ اس نے سر اثبات میں ہلایا تھا۔ اور پھر اپنا بات کرنے کا سلسلہ روک کر میری طرف آ گئی۔

"تم پریشان لگ رہی ہو۔" وہ اتنی میٹھی اور کیئرنگ کیسے ہو سکتی تھی؟ مجھے اس کے انداز ہمیشہ الجھاوؤں میں مبتلا کر دیتے تھے۔

"نہیں۔ میں پریشان نہیں ہوں۔" میں نے سر انکار میں ہلا کر اپنے سارے اندر کی نفی کی تھی۔

"تم کس سے بات کر رہی تھیں؟" میں نے پوچھا تھا۔

"میں تنویر سے بات کر رہی تھی۔ میرا ایڈمیشن گلاسگو کی ایک یونیورسٹی میں ہو گیا ہے۔ بس اس سلسلے میں بات ہو رہی تھی۔" وہ میرے سامنے بیٹھ گئی۔

"تم ایسی کیسے ہو سکتی ہو؟" میں نے اسے بغور دیکھ کر کہا تھا۔

"کیا مطلب؟" وہ چونکی تھی۔

"تم اتنی بے تاثر اور برف سی کیسے ہو سکتی ہو؟" مجھے اس کا ایسا رویہ قبول کیوں نہیں تھا؟ ایسا کون سا چور دبا بیٹھا تھا میرے اندر؟ میں چیخنا کیوں چاہ رہی تھی؟ ایسی کون سی الجھن تھی میرے اندر؟ کیا میں فرسٹریٹڈ تھی؟ میں فرسٹریشن کا شکار تھی؟ اور سبب کیا تھا اس کا؟ نوال احمد چپ چاپ مجھے دیکھ رہی تھی۔ جب میں نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا تھا۔ میرا اپنا ہاتھ مجھے یخ برف سا لگا تھا۔ جیسے میں زندگی سے خالی کوئی وجود تھی۔

"تم ٹھیک تو ہو؟" نوال احمد کو فکر ہوئی تھی۔

"رکو میں ڈاکٹر کو فون کرتی ہوں۔ مجھے تمہاری حالات ٹھیک نہیں لگ رہی۔" اس نے اچھا بننے کی انتہا کر دی تھی۔ میں نے اس کا ہاتھ تھام کر روک دیا تھا۔

"ہم دونوں کزنز میں کیا بات مشترک ہے نوال احمد؟" میں نے پوچھا تھا۔

"تم کیسے سوال کر رہی ہو عمارہ سید؟ یہ کیسا موازنہ ہے؟" وہ الجھ کر بولی تھی۔

"ہم میں کچھ بھی مشترک نہیں ہے نوال احمد۔" میں نے سر نفی میں ہلایا تھا۔

"تمہاری یہی بات ہمیں ایک دوسرے سے جدا کرتی ہے اور۔ تمہارا اتنا اچھا ہونا مجھے کبھی اچھا نہیں لگا۔ میں نے کچھ چرایا ہے تم سے۔ تمہاری سب سے قیمتی شے۔ تم اس کو لے کر مجھ سے لئے اتنے اچھے سے پیش آنے کی یہ رواداری کیسے جاری رکھ سکتی ہو؟" مجھے حیرت ہوتی تھی اس کے اس نرم رویے پر۔

وہ مجھے چپ چاپ ایسے دیکھ رہی تھی جیسے میں غیب کی کوئی بات کر رہی ہوں جس کا اس کی زندگی سے کوئی واسطہ نہ ہو۔

"ہم میں کچھ مشترک نہ بھی سہی عمارہ سید مگر کچھ ہے جو ہمیں جوڑتا ہے۔ میں ایسے کٹ کر نہیں رہ

سکتی!" وہ مصلحت پسندی کا دامن تھامے رکھنا چاہتی تھی۔

"میرے لیے کوئی سزا تجویز کرنا نہیں چاہو گی تم؟" میں نے جیسے خود کو کٹہرے میں پیش کر دیا تھا۔ وہ بہت نرمی سے مسکرا دی تھی۔ اور اس کی اس مسکراہٹ سے میرا خون جلتا تھا۔ اس کا نرم خو لہجہ۔ اس کا مصلحت پسندانہ انداز۔ وہ ایسی کیوں تھی۔

"میں تمہیں کیوں سزا دوں عمارہ سید؟ مجھے اس کا کیا حق ہے تم کیوں اتنا سوچتی رہتی ہو۔؟ پاگل ہو جاؤ گی تم۔" میں نے اسے بغور دیکھا تھا۔ مگر اس کی نگاہ میں تو کوئی ریاکاری نہیں تھی۔

"تمہارے پاس میرے لیے کوئی سزا کیوں نہیں؟ میرے دل پر جو بوجھ ہے کیا تم اسے ہٹا نہیں سکتیں؟ میں سانس نہیں لے پائی تو اس کی وجہ تم ہوا۔" میرا انداز تھکن سے چور تھا۔ میرا دم جیسے اندر ہی اندر گھٹتا تھا۔

"تم نے کچھ نہیں چرایا عمارہ سید! وہ میرا نہیں تھا تو تمہارے ساتھ ہے۔ ہم صرف اچھے دوست تھے۔" وہ میری طرف دیکھنے سے گریزاں تھی۔

"جھوٹ بولنا کیوں اتنا پسند ہے تمہیں نوال احمد! تمہیں اس سے محبت تھی۔ پچھلے پانچ سال سے تم اس کے ساتھ تھیں اور تم اس کے ساتھ زندگی گزارنے کی پوری پلاننگ بھی کر چکی تھیں۔ تم اس کے ساتھ زندگی کا آغاز بھی کر چکی ہوتیں اگر میں درمیان نہ آتی۔ تم مجھے اتنا بینیفٹ کیوں دے رہی ہو؟ یہ امیونٹی کس چکر میں؟ صرف اس لیے تاکہ میں تمہیں بہت عزیز ہوں؟ اور تم میرے لیے یہ قربانی بھی دے سکتی ہو؟ کہ اپنی محبت کو میرے ہاتھ میں خود سونپ دو؟ تم میں اتنی ہمت کیسے ہے نوال احمد؟ تمہارا ہاتھ اوپر کیوں ہے؟ مجھے ان نوازشوں سے بہت الجھن ہوتی ہے۔ تم عنایات کرنے کا سلسلہ روک کیوں نہیں دیتیں؟ کیا تمہیں کوئی فرق نہیں پڑتا؟ نائل شاہ کے تمہاری زندگی سے جانے سے؟" میں اسے جھنجھوڑنا چاہتی تھی۔

"نائل شاہ کو مجھ سے محبت کبھی نہیں تھی عمارہ سید۔ ہم ایک دوسرے کے لیے نہیں بنے۔ محبت "ٹھیک" اور "غلط" ہمارے اپنے ہوتے ہیں۔ وہ کیا جو تمہیں ٹھیک لگا اور میں نے وہ کیا جو مجھے لگا۔ محبت کی کوئی کیلکولیشن نہیں ہوتی یہ آئنا' فزکس اور کیمسٹری کے سارے قانون کو جھٹلاتی ہے اور اپروو بھی کرتی ہے۔ تمہیں الزام دینا غلط ہے۔ تم نے کچھ نہیں چرایا۔ نائل شاہ کو محبت نہیں تھی۔ سو آج وہ میرے ساتھ نہیں! سے محبت ہوئی تو اس میں غلط کیا ہے؟" وہ ویسی ہی خوار و مثبت انداز فکر کی حامل تھی۔ مجھے چڑ ہوتی تھی۔

"اگر میں تمہاری زندگی میں نہیں آتی تو تم آج اس کے ساتھ ہوتیں نا؟" میں نے اس کی آنکھوں میں جھانکا تھا۔

"نائل شاہ کو چوائس کا حق کس نے دیا؟ میں نا؟ اگر میں آئی ہی نہ ہوتی تو آج سب ٹھیک ہوتا" میں جیسے آغاز سے شروع کر کے ہر شے کو بدلنا چاہتی تھی۔

"تم کیا کچھ مٹا دو گی عمارہ سید؟ یہاں دوبارہ لکھے کچھ نہیں ہے۔ محبت صرف ایک بار لکھی جاتی اور اس کے بعد صرف ایک فل اسٹاپ لگتا ہے۔ فضول میں پریشان ہو رہی ہو۔ اتنا سوچو مت۔ محبت بدل بدل کر لکھا نہیں جا سکتا۔ تمام کہانی کو اپنی مرضی اختتام دے سکتی ہو۔ محبت اپنے اختتام اور آغاز کو آپ منتخب کرتی ہے۔ یہ حقیقت تمہاری سمجھ میں بہت ضروری ہے اور پھر ہر شے اپنی جگہ پر ہوگی۔"

نوال احمد "نرم خو" لڑکی تھی اس پر کسی قیامت کا سامنا نہیں تھا۔ اس کے اندر کوئی شور نہیں تھا؟! نے کھو لیا تھا اور میں نے چرا لیا تھا۔

میں نے اس کی ساری زندگی چرا لی تھی اور وہ پھر بھی مثبت سوچ رہی تھی۔ اسے مجبور غصہ آتا تو اسے کوئی ملال ستاتا تھا۔ کیسی عجیب لڑکی تھی وہ؟! اور میں اس جیسی کیوں نہیں تھی؟

"نوال احمد! مجھے اپنا جیسا بنا دو۔ میں مر جاؤں

"اپنے اندر کی گھٹن سے تھک کر میں نے کہا

"نائل شاہ کو مجھ سے محبت کیونکر اور کیسے ہوئی؟ ہاں چاہتی تھی وہ مجھ سے محبت کرے۔ میرا نوٹس مجھے نظر انداز نہ کرے۔ اور وہ تمہارے ساتھ نہ ہو یہ جرم نہیں تو اور کیا ہے؟ میری نیت ٹھیک تھی۔ میں نے تمہارے ساتھ غلط کیا۔ نائل شاہ ساتھ غلط کیا اور خود اپنے ساتھ بھی! یہ کیا کیا میں؟ وہ سب کے لیے "غلط" تھا وہ میرے لیے ٹھیک" کیسے ہو گیا؟ محبت اتنی اندھی ہو سکتی ہے؟" میں اپنے طور پر وضاحتیں دے رہی تھی اور دروازے ڈھونڈ رہی تھی۔ اور نوال احمد کی آنکھیں کیسی رنگ شمار تھیں۔ کیا وہ برف سی ہو رہی تھی؟

"میں خوابوں میں بھٹکنا نہیں چاہتی۔ مجھے فریب سے باہر آنا ہے نوال احمد۔ میری مدد کرو نوال' نائل کی محبت مجھے مار دے گی۔ اور تمہاری سرد مہری بھی۔" تھکن سے چور لہجے میں کہا تھا۔

"وہ میرے لیے نہیں ہے۔ وہ تمہارے لیے تھا۔ میں اگر نہیں آئی ہوتی تو آج سب ٹھیک ہوتا۔" میں الجھنوں میں ابھی کوئی ڈور تھی اور میرا سرا مجھے آپ نہیں مل رہا تھا۔ نوال احمد مجھے تنہا چھوڑ کر وہاں سے چلی گئی تھی۔ اور مجھے لگا تھا۔ میرے اندر کا شور اور بڑھ گیا تھا۔

✡ ✡ ✡

"نوال احمد جا رہی ہے نائل شاہ! اسے روکو۔" میں نے اس کے سامنے آتے ہی کہا تھا۔ وہ خاموشی سے مجھے دیکھنے لگا۔

"تم ایسے چپ چاپ کیوں ہو؟ روکو اسے' تمہیں اس کے جانے سے کوئی نقصان نہیں ہوگا؟" مجھے حیرت تھی کہ وہ کچھ ری ایکٹ کیوں نہیں کر رہا تھا۔

"تم اوور ری ایکٹ کر رہی ہو عمارہ سید! سب نارمل ہے۔ تم نارمل طریقے سے بی ہیو کرنا شروع کر دو تو تمہیں سب ٹھیک لگے گا۔" وہ بھی نوال احمد کے لہجے میں بات کر رہا تھا۔

"نائل شاہ' تم ایسا کیسے کر سکتے ہو؟ وہ تمہارے ساتھ تھی۔ پورے پانچ سال تک تم اس کے ساتھ رہے۔ تمہیں وہ خواب بھی نہیں ستاتے جو اس نے تمہارے لیے دیکھے؟" میں اسے جھنجھوڑنا چاہتی تھی۔

"تم سارے کھیل صرف اپنے زاویے سے کیوں کھیلنا چاہتی ہو عمارہ سید؟ تمہیں پچھتاوے اتنا کیوں ستا رہے ہیں؟ اگر میں نوال احمد کے ساتھ نہیں ہوں تو ایک سمپل سی بات تمہاری سمجھ میں نہیں آئی کہ ایسا کیوں ہے؟ مجھے اس سے محبت نہیں تھی۔ ہمیں محبت نہیں ہوئی۔" وہ دہرا رہا تھا۔

"تمہیں اس سے محبت ہو جاتی نا اگر میں تمہاری زندگی میں نہیں آتی؟" میں نے اس کے سامنے ایک سوالیہ نشان رکھ دیا۔ مگر وہ اس قدر پرسکون تھا۔ اس کی نظروں میں کوئی پچھتاوا نہیں تھا۔ وہ بھی جیسے بے حس ہو رہا تھا۔

"میں اگر جانتی کہ میرے آنے سے کوئی اتنا بڑا واقعہ پیش آنے والا ہے تو شاید میں یہاں کبھی واپس نہ آتی۔" میں پر ملال تھی۔ پچھتا رہی تھی۔

"تم لکھے کو بدلنے کی سعی کر رہی ہو عمارہ سید؟" اس نے مجھے شانوں سے پکڑ کر جھنجھوڑا تھا جیسے میں پاگل ہو رہی ہوں۔

"میں لکھے کو بدلنے کی کوشش نہیں کر رہی۔ ایسا کچھ لکھا نہیں ہوگا۔ تم مان کیوں نہیں لیتے کہ یہ ساری میری غلطی ہے؟ میں ــــ محبت کرنے لگی۔ کب کیوں کیسے؟ میں جان ہی نہیں پائی کہ محبت کا آغاز کب ہوا مگر میرے اندر جیسے یہ محبت کی کونپل خود بخود پھوٹی۔ میرا دل چاہا میں تمہیں حاصل کر لوں اور میں نے چھین لیا۔" میں نے صاف گوئی سے کہا۔

مجھے احساس ہی نہیں ہوا۔ کب میں کمزور پڑی اور کب میری آنکھوں سے آنسو نکل کر بہتے ہوئے رخساروں پر آ گئے۔ نائل شاہ مجھے خاموشی سے کچھ دیر تک یونہی تکتا رہا تھا پھر ہاتھ بڑھا کر میری آنکھوں کی نمی کو اپنی پوروں پہ چننے لگا۔

"عمارہ سید! محبت کی کہانیوں کو کسٹمائز نہیں کیا جاسکتا۔ تم اپنی مرضی کا اختتام نہیں دے سکتیں۔ محبت طے شدہ نہیں ہے تم مان کیوں نہیں لیتیں۔؟" وہ ملامت سے سمجھانا چاہ رہا تھا۔

"میں نہیں جانتی کیا ہے اور کیا نہیں ہے۔ مگر مجھے نیند نہیں آتی۔ میرے اندر سکون نہیں ہے۔ یہ سکون نہیں ہے تو کیوں نہیں ہے؟ اس کی وجہ کیا ہے؟ میں جمع تفریق کرتے کرتے تھک گئی ہوں۔ تقسیم کرنا مجھے نہیں آتا اور شاید مجھے کوئی آشنائی ہے ہی نہیں محبت اتنی پیچیدہ کیسے ہو سکتی ہے؟ محبت ایسی ہوتی ہے کیا؟" میں نے اس کی سمت دیکھا تھا۔

"محبت کے معنی ہم سب کے لیے مختلف ہوتے ہیں عمارہ سید! مجھے محبت الگ زاویے سے دکھائی دیتی ہے۔ میرے لیے تمہاری آنکھوں میں دیکھنا' تمہارا ہاتھ تھامنا اور تمہارے ساتھ چلتے رہنا محبت ہے۔ میرے دل کا تمہارے لیے دھڑکنا' تمہاری چاہ کرنا' تمہارے ساتھ جینا۔ بس یہی محبت ہے۔ یہ میری محبت ہے۔" اس نے سرگوشی میں کہتے ہوئے میرا ہاتھ تھام کر لبوں سے لگایا تھا۔ اور میرے سارے وجود پر جیسے چیونٹیاں سی رینگنے لگیں۔ میں اس کی گرفت سے اپنا ہاتھ کھینچ لینا چاہتی تھی۔ وہ میرے ارادے سے واقف تھا تبھی اس نے میرے ہاتھ پر اپنی گرفت مضبوط کردی تھی۔

"عمارہ سید! ہاتھ تھامے رکھنا محبت ہے۔ ہاتھ تھام کر چلتے رہنا محبت ہے۔ چھوڑ دینا محبت کی نفی کرتا ہے۔" وہ مجھے مدھم لہجے میں کہتا ہوا جتا رہا تھا۔

"اور تم نے بھی نوال احمد کا ہاتھ چھوڑ دیا؟ نوال احمد کی آنکھوں کی خاموشی وہ سکوت تمہیں دکھائی نہیں دیا؟ تم ایسے بے حس کیسے ہوگئے ہو نائل شاہ؟ تم بھی خود غرض ہو۔ صرف اپنے بارے میں سوچتے ہو۔ میں نے بھی صرف اپنے بارے میں سوچا تھا۔ میں جانتی تھی تمہارے لیے نوال احمد کی نظروں میں محبت تھی۔ اس کی آنکھوں سے' اس کے لہجے سے محبت کے رنگ پھوٹتے تھے۔ وہ آنکھیں بند کرکے سوتی بھی تھی تو محبت اس کی آنکھوں سے جھانکتی تھی۔ اور مجھے اس محبت سے الجھن ہوتی تھی۔ تم جب اس کے ساتھ چلتے تھے۔ اس سے بات کرتے تھے تو میں وہاں سے ہٹانے کے جتن کرنا چاہتی تھی۔ مجھے جلن ہوتی تھی۔ میں تمہیں کہیں دور لے جانا چاہتی تھی۔ چرا کر' چھپا کر' بہت چپکے سے' بہت دور کہیں۔ مجھے نوال احمد کی محبت سے بہت خوف آتا تھا۔ مجھے تب بھی نیند نہیں آتی تھی۔ میں سوچتی تھی' جتن کرتی تھی۔ اور پھر میں نے تمہیں چرا لیا۔ تم میری طرف آگئے۔ مگر اب سکون کیوں نہیں؟ مجھے چین نہیں پڑ اب؟ یہ اضطراب کیسا ہے؟"

میں اسے قائل کرلینا چاہتی تھی۔ کہ میں نے نوال احمد کے ساتھ اچھا نہیں کیا میں اپنے طور پر عدالتیں لگاتی تھی۔ اپنے طور پر وضاحتیں' دلیلیں دیتی تھی اور سب بے کار رہتا تھا۔

"عمارہ سید! ہمیشہ طے شدہ نتائج نہیں آسکتے تمہاری دلیلوں میں دم نہیں ہے کیونکہ تمہاری آنکھوں میں بے سکونی ہے وہ تمہارے لہجے کا ساتھ نہیں دیتی۔" نائل شاہ بولا تھا۔

"تم مجھ پر یقین کیوں نہیں کرتے نائل شاہ۔ میں نے بہت برا کیا؟" میں ہارے ہوئے لہجے میں بولی تھی۔

"کیا برا کیا تم نے؟ ہم دونوں کو ایک خواب سے جگایا؟ سوچو اگر ہم تب ساتھ ہوتے تو یہ رشتہ اور کتنے دن چلتا؟ ایسی محبت کتنے دن تک پنپ سکتی ہے جس کی بنیاد ہی نہ ہو؟ قصور کسی کا نہیں ہے نوال احمد کا وہ ریت پر محل بنا رہی تھی نہ میرا وہ یقین اور گمان کے درمیان کہیں رکا ہوا تھا۔ اور نہ تمہارا جو اپنی خواہش کا نتیجہ تب بھی چاہتی تھی اور اب بھی چاہتی ہے۔" وہ مجھے اپنے سامنے بٹھاتا ہوا بولا تھا اور خود میرے قریب گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا تھا۔

"تم ایسا کیوں کررہی ہو عمارہ سید؟ تم اتنی خود غرض ہو گیا؟"

"میں خود غرض نہیں ہوں۔ تبھی تو سوچ رہی ہوں۔" میں نے چیخنا چاہا تھا۔

"تم محبت کو ہمیشہ customise نہیں کرسکتیں عمارہ سید! ہاں ہمیشہ تمہاری پسند کا نتیجہ آنا شرط ہے۔ محبت کے پہروں کو اپنے اندر محسوس کرنا اور پھر اس کی نفی کرنا۔ میں نے صرف تم میں دیکھا ہے۔ تمہیں کسی وقت میں سب کچھ چاہیے۔ اور دوسرے وقت میں کچھ نہیں تم عجیب ہو۔ بہت زیادہ عجیب۔ تم محبت کو اپنے ہاتھ کی کٹھ پتلی بنانا چاہتی ہو۔ اپنے زاویے سے چلانا چاہتی ہو۔ اور یہ ٹھیک نہیں ہے۔" وہ مجھے بغور دیکھتے ہوئے بولا تھا۔

"یہی تو میں کہہ رہی ہوں۔ نائل شاہ! یہ ٹھیک نہیں ہے۔ جو بھی میں نے کیا۔ جو بھی مجھ سے سرزد ہوا وہ ٹھیک نہیں تھا اور اس کا احساس مجھے آج ہوا ہے۔"

"آج؟" نائل شاہ نے مجھے دیکھا تھا۔

"تمہیں آج اچانک کیسے احساس ہوگیا؟ اگر کچھ غلط ہوا ہے تو اس کا احساس تو تمہیں پہلے ہوجانا چاہیے تھا عمارہ سید؟"

وہ مجھے پھر سے رد کررہا تھا۔ میرا دل چاہ رہا تھا میں بہت زور سے چیخوں اور اسے خاموش کروا دوں۔ وہ مجھے سمجھ نہیں رہا تھا۔ نوال احمد مجھے نہیں سمجھ رہی تھی۔ میں خود جانتی تھی کہ میں غلط تھی میں نے غلط کیا تھا۔ مگر وہ دونوں میری غلطی ماننے کو تیار کیوں نہیں تھے؟

"کیا تم مجھے چھوڑ کر میرے بنا جی سکتی ہو؟" نائل شاہ نے مجھے شانوں سے تھام کر میری آنکھوں میں دیکھا تھا۔ اور میری دنیا میں جیسے ایک ہلچل سی مچل سی مچ گئی۔ کیا تھا اس کی نظروں میں؟

اس کی آنکھوں میں ایسا کیا تھا کہ میری دنیا کو اپنے سنگ باندھ رہا تھا؟ میں اس سے بندھ کیسے گئی تھی۔ اس کی آنکھوں سے آگے کچھ دیکھ کیوں نہیں پائی تھی۔ کیا مجھ میں اتنا حوصلہ نہیں تھا کہ میں اس کے بنا جی سکتی؟

"مجھے تم سے کوئی جنونی عشق نہیں ہوا نائل شاہ' پیار محبت جو اس شے ہے۔ میں کتابوں کی دنیا میں نہیں جیتی' میری دنیا میں اس لفظ کا کوئی وجود نہیں ہے۔" میں جیسے اپنے حواس میں نہیں تھی۔ میں کیا کررہی تھی میں آپ نہیں جانتی تھی۔

میں جانتی تھی تو بس اتنا کہ اب اس کا نتیجہ ویسا ہونا چاہیے۔ جیسا میں چاہتی ہوں میں ضدی تھی؟ خود غرض تھی؟ کوئی کچھ بھی سوچے مگر میں ہر حالت میں اس دائرے سے باہر آنا چاہتی تھی جس میں میرا دم گھٹ رہا تھا میں کیوں ایسا چاہ رہی تھی۔ مجھے صرف اپنی من مانی کرنے کی عادت تھی؟ یا پھر صرف بقول نائل شاہ کے اپنی مرضی کے نتیجے درکار تھے؟

وہ مجھے ساکت سا دیکھ رہا تھا۔ شاید اسے یقین نہیں تھا کہ میں ایسا کہہ سکتی ہوں۔

"تمہیں مجھ سے محبت نہیں ہے۔ عمارہ سید۔" وہ میرے سفاکی سے کہنے پر بہت ہرٹ ہوا تھا۔ میں اپنی ہی دھن میں سر نفی میں ہلانے لگی۔ میرے شانوں پر اس کے ہاتھ کی گرفت ڈھیلی پڑی۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ دور ہٹ گیا تھا۔

"تم پاگل ہو عمارہ سید! جس حقیقت کو میں مان چکا ہوں۔ نوال احمد مان چکی ہے۔ اسے تم ماننا نہیں چاہ رہیں۔ کوئی کسی کو کسی سے چھین نہیں سکتا! محبت اپنے ربط خود بناتی ہے۔ کوئی توڑ جوڑ آپ کی مرضی کی نہیں چلتی۔ میں تمہارے قریب آیا کیونکہ مجھے تم سے وہ ربط محسوس ہوا جو مجھے تم سے باندھ سکتا تھا۔ اور جو مجھے نوال احمد سے نہیں باندھ سکا۔ تمہارے ہاتھ میں میرے نام کی جو رنگ ہے یہ معنی رکھتی ہے۔ میں یہ رنگ تمہیں پہنا سکا کیونکہ یہ تعلق اسی طور بندھنا تھا ہم اپنی مرضی سے رشتے نہیں بناتے۔ یہ آسمانوں میں بندھتے ہیں۔ تم نے چاہے کوئی چال چلی ہو یا مجھے نوال احمد سے بقول تمہارے چرایا یا چھپایا ہو۔ مگر یہ تعلق بہر حال اس طور جڑنا تھا۔ میں تمہارے قریب آسکا۔ کیونکہ میں نے تمہاری آنکھوں میں وہ دیکھا جو میں نوال احمد کی نظروں میں دیکھنا چاہتا تھا مگر کبھی نہیں دیکھ سکا۔ میں نے اس کی انگلی میں کوئی انگیجمنٹ رنگ کبھی نہیں پہنائی۔ اسے وعدوں سے باندھنا ہی اپنا

پابند کیا۔ وہ مجھے چاہتی تھی ٹھیک ہے۔ میں بھی اسے پسند کرتا تھا۔ مگر وہ محبت نہیں تھی یا پھر یوں کہو کہ وہ ربط آسمانوں پر کہیں نہیں جڑا تھا۔ تبھی میں تمہارے قریب آسکا۔ اور اسی لیے مجھے تمہارے ساتھ وہ کشش محسوس ہوئی جو ان لوگوں کو تب محسوس ہوتی ہے جب ان میں کوئی گہرا ربط آسمانوں پر جڑا ہو۔

میں تمہیں سیریس نہیں لے رہا تھا۔ مجھے لگا یہ غلط فہمی جلد دور ہو جائے گی کہ ہمارا رشتہ کیا ہے۔ مگر تم شاید کبھی نہیں سمجھو گی۔ تمہارے دور دھکیلنے پر بھی میں نوال احمد کے قریب کبھی نہیں جا سکوں گا۔ تاہم سے یہ رشتہ توڑ کر اس سے تعلق باندھ پاؤں گا۔ اس بات کا تمہارے لیے سمجھنا بہت ضروری ہے۔" میں نے اس کی ان سنی کرتے اپنے ہاتھ کی اس تیسری انگلی سے رنگ نکالنے کو اپنا ہاتھ بڑھایا تھا مگر جانے کیا ہوا تھا کہ میری نظریں دھندلانے لگیں۔ وہ پلٹ کر دور جانے لگا۔ اور یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں تھا کہ اگر وہ دور گیا تو میں کیا کروں گی۔ کس طرح جیوں گی۔

میرے سارے اعداد و شمار میں یہ شمار تو ہوا ہی نہیں تھا کہ اگر محبت روٹھ جائے تو سدباب کیا ہوتا ہے اور کیسے جیتے ہیں۔ وہ اتنی دور گیا بھی نہیں تھا۔ میری زندگی سے نکلا بھی نہیں تھا۔ تو مجھ سے سانس نہیں لیا جا رہا تھا جان وجود سے نکل رہی تھی تو اگر وہ دور چلا جاتا تو میں کیسے جی پاتی؟

"تو کیا میں واقعی اس سے محبت کرتی تھی؟ اور وہ جلنا وہ حسد۔ صرف اس لیے تھا کہ میں نائل شاہ سے محبت کرنے لگی تھی؟ وہ میری ضد نہیں تھا۔ میرے اندر کی خواہش تھا۔ میری روح اس سے بندھی تھی۔ تبھی تو میں وہ میلوں کا فاصلہ پار کر کے اس تک گئی تھی۔

میں کوئی پاگل پن کر رہی تھی۔" میری آنکھوں کو دور کا منظر دھندلا دکھائی دے رہا تھا۔

میں نائل شاہ کے لیے رو رہی تھی؟ کیا میں اسے کھونے کے لیے خود کو تیار کر رہی تھی؟ مجھے لگا تھا مجھ سے سانس نہیں لیا جائے گا۔ مجھے اپنا دم گھٹتا ہوا محسوس ہوا۔ دھڑکنوں میں سکوت چھانے کو تھا۔

"تم یہ پاگل پن مت کرو عمارہ سید! ابھی رنگ لوٹا دو۔ ہم میں کچھ نہیں تھا۔ ہوتا تو اتنی آسانی سے ختم ہو؟ میں یہاں سے جا رہی ہوں۔ میرے لیے زندگی راستے کھول رہی ہے۔ تم اپنے ہی ہاتھوں اپنی زندگی کے راستے خود پر بند مت کرو۔ جاؤ روکو اسے۔" نوال احمد جانے کب وہاں آئی تھی۔ وہ میری آنکھ سے میرے آنسو اپنے ہاتھوں سے پونچھ رہی تھی۔

"مجھے تم سے کوئی گلہ شکوہ نہیں ہے۔ نائل شاہ اب بھی میرا اچھا دوست ہے۔ مجھے اس سے انسیت ہو چلی تھی مگر وہ محبت نہیں تھی۔ محبت کو اپنے زاویے سے توڑنے موڑنے کی کوشش مت کرو۔ محبت ایک ندی جیسے بہتی ہے۔ اپنے مطابق چاہو گی تو ممکن نہیں ہوگا۔ مگر شکل ضرور بدل جائے گی۔ وہ بہت غصے میں جا رہا ہے۔ اسے روکو۔ تم جانتی ہو تم اس کے بنا جی نہیں پاؤ گی سو بے وقوفی بند کرو۔" بول رہی تھی اور میں نے پہلی بار محسوس کیا تھا میرے دل سے کوئی بوجھ سرک رہا ہو۔

وہ لمحہ ادراک تھا۔ جس کا احساس مجھے آج پہلی بار ہوا تھا۔ کسی اور کے احساس دلانے پر نہیں۔ خود اپنے اندر سے اس احساس کو محسوس کرنے پر، میں پچھتاووں میں جی رہی تھی۔ مجھے ملال تھا صرف یہ کہ میں نے کسی کو چھینا ہے۔ نوال احمد کو ہرٹ کیا۔ نائل شاہ کو اپنا پابند کیا۔ مجھے لگا وہ صرف میری ضد تھی محبت نہیں۔

مگر اب مجھ پر کھلا کہ مجھے محبت تھی تبھی میں سات سمندر پار اس جہاں میں آئی کہ وہ تعلق ازل سے بندھا تھا۔ اور میں نے کوئی غلطی نہیں کی۔

میں نے دوڑ کر اس کا تعاقب کیا تھا۔ اور اسے پیچھے سے جا لیا۔ وہ رک گیا تھا میں اسے تھامے کھڑی اس کے کندھے پر آنسو بہا رہی تھی۔ اس نے مجھے اپنے سامنے کر لیا۔

"پاگل لڑکی اب کیوں رو رہی ہو؟" میری آنکھوں کو اپنی پوروں سے پونچھا تھا۔

"مجھ سے دور مت جاؤ۔" میں نے پہلی بار وہ کہا جو میرا دل کہنا چاہتا تھا۔

"کیوں؟ تم مجھے پریشان کرتی ہو۔ پھر تمہارے قریب کیوں رہوں؟ تم نے کہا تھا تمہیں مجھ سے محبت نہیں ہے۔ پھر میرے پیچھے کیوں آئیں؟" نائل شاہ بغور دیکھ رہا تھا اور مجھ میں اتنا کچھ کہنے کی ہمت تو مگر یہ کہنے کی ہمت نہیں رہی تھی کہ مجھے اس سے محبت ہے۔ کبھی کبھی کہنا کتنا مشکل ہو جاتا ہے نا؟ میری انا تم سے جا چکی تھی۔ نائل شاہ نے مجھے تھام کر آپ کر لیا اور میرے گرد اپنے بازوؤں کا حصار باندھ دیا تھا۔

"یہ محبت ہے عمارہ سید! جو دور جانے نہیں دیتی۔ اور دور جانے کے خیال سے ہی جان نکلنے لگتی ہے۔ تمہارا جو یہ ننھا منا سا دل اتنی تیزی سے دھڑک رہا ہے نہ صرف اس خوف میں کہ مجھے تم کھونا نہیں چاہتیں۔ محبت میں کھونے کی سکت نہیں ہوتی نہ ہمت۔ میں اسی بات کا ادراک تمہیں ہونے دینا چاہتا تھا۔ محبت کوئی ضد نہیں ہے۔ تمہارے اندر جو محبت تھی تمہیں اس کا احساس ہونا خود آپ ضروری تھا اور وہ دلیلوں سے ہوتا تھا نہ وضاحتوں سے۔ تمہارے اندر سے اس کا احساس تمہیں ہونا تھا۔" اس نے میری چھوٹی سی ناک دبائی تھی۔

"تم مجھے چھوڑ کر جا رہے تھے؟" میں نے شکوہ کیا۔

"نہیں مجھے معلوم تھا تم مجھے جانے نہیں دو گی۔" وہ مسکرایا۔

"اور اگر میں پیچھے نہ آتی تو۔" مجھے اپنے اندر طمانیت کا احساس ہوا تھا۔ میں نے کھل کر سانس لی۔

"تم مجھ سے دور کبھی نہیں جا سکتیں عمارہ سید۔ یہ محبت ہے اور محبت یقین ہے۔" نائل شاہ پر یقین سا مسکرایا تھا اور مجھے خود سے کچھ اور قریب کیا تھا۔

"میں ان دھڑکنوں کو سن سکتا ہوں بغور۔ میں جانتا ہوں یہ دل کیا کہتا ہے۔" وہ سرگوشی میں بولا۔ اور میں نے مسکراتے ہوئے اس کے شانے پر اپنا سر رکھ دیا۔

✿ ✿